# اَلدُّعا

جناب عبدالرشید ارشد۔ ریاض سعودی عرب

(۳)

**قبولیت دعا کے اوقات** اب ہم آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف فرامین کی روشنی میں قبولیتِ دُعا کے بعض اوقات اور بعض مقامات بتائیں گے کہ رحمۃ للعالمین کا کوئی فرمان حکمت و مصلحت اور نتائج سے خالی نہیں ہے۔ اِس کے ساتھ ہی ہم اُن لوگوں کا بھی ذکر کریں گے جن کی دعائیں بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد قبول ہوتی ہیں۔

## اوقاتِ دعا

۱ ــ ہر فرض نماز کے بعد[۱] اور ہر فرض نماز سے پہلے۔ اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں یعنی اذان کی دُعا پڑھنے کے بعد۔

۲ ــ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات میں۔

---

[۱] عَنْ مُعَاذٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَاللهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (ابوداؤد و نسائی بحوالہ ریاض الصالحین) حضرت معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ اے معاذ مجھے تم سے محبت ہے، پھر فرمایا اے معاذ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں دیکھو ہر نماز کے بعد یہ دُعا ضرور کیا کرنا۔ (ترجمہ دعا) اے اللہ تو میری مدد فرما اپنی یاد میں، اپنے شکر میں اور حسنِ عبادت میں

۳۔ ہر رات کے تیسرے پہر، سحری سے فجر کی اذان تک، اگرچہ بعض روایات سے پہلا تہائی حصہ اور مکمل رات بھی ثابت ہے۔

۴۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں، خصوصاً لیلۃ القدر میں۔

۵۔ جمعہ کا مکمل دن خصوصاً دونوں خطبوں کے درمیانی وقفہ میں۔

۶۔ دورانِ سفر، آغاز سے انجام تک کسی بھی وقت۔

۷۔ میدانِ جہاد میں جب گھمسان کا رن ہو۔

۸۔ تلاوتِ قرآن پاک کے بعد۔

۹۔ زمزم کا پانی پینے کے دوران (دل میں کی گئی دعا) اور بعد میں بھی۔

۱۰۔ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی دعا۔

۱۱۔ بارش کے دوران میں۔

۱۲۔ دینی مجالس کے اختتام پر، خصوصاً افطار کے وقت کی اجتماعی دعا۔

۱۳۔ جب کسی پر ظلم ہو رہا ہو، اس لمحے مظلوم کی دعا۔

**قبولیتِ دعا کے مقامات** حسب ذیل مقامات پر کی جانے والی دعائیں زیادہ مستجاب ہوتی ہیں۔

۱۔ بیت اللہ کے گرد طواف کے دوران، مطاف میں ہر جگہ، بشمول چاہ زمزم۔

۲۔ مقامِ ابراہیمؑ، ملتزم (کعبہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان کی جگہ)، حطیم (کعبہ کے ساتھ منسلک نیم دائرے جیسی جگہ جو کعبہ ہی کا حصہ ہے)، اور میزابِ رحمت (بیت اللہ کی چھت سے پانی گرنے کی جگہ) کے ٹھیک نیچے۔

۳۔ کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر اور ان کے درمیان سعی کرتے ہوئے۔

۴۔ ایامِ حج میں تینوں جمروں پر (جہاں شیطانوں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں)۔

۵۔ منیٰ میں قیام کے دوران، اسی طرح مزدلفہ میں رات کے پڑاؤ کے دوران میں۔

۶۔ میدانِ عرفات، بشمول جبلِ رحمت، ۹ ذوالحجہ کا سارا دن (حج کے روز)۔

۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے قریب (بشرطیکہ مانگی اللہ ہی سے جائے)

**جن کی دعا جلد قبول ہوتی ہے** مندرجہ ذیل میں سے وہ لوگ جن کے قول و فعل میں یک رنگی ہو اور وہ ان میں

سے نہ ہوں جو نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہیں اور جن کی عملی زندگی ہدایت کی ضد ہو تو ایسے لوگوں کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔

ا۔ مظلوم، مصیبت زدہ، مجبور، لاچار اور بے بس لوگ، خواہ وہ کافر ہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مظلوم کی فریاد اور ربِ کعبہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ مفہوم۔

۲۔ والدین کی دُعا اولاد کے حق میں۔

۳۔ امامِ عادل کی دُعا، رعایا کے حق میں، (اگر کوئی حاکم سرکاری سرپرستی میں قوم کو لہو و لعب فراہم کرے اور قوم کے لیے خیر و برکت بھی مانگے تو یہ کھلا نفاق ہوگا)۔

۴۔ مسافر کی دُعا، دورانِ سفر، اپنے اور دوسروں کے حق میں (بشرطیکہ سفر کسی پسندیدہ مقصد کے لیے ہو)

۵۔ روزہ دار کی دُعا خصوصاً افطار کے وقت (بشرطیکہ روزہ کی حالت اللہ کی پسند کے مطابق ایمان اور احتساب والی ہو، ظلم اور غیبت وغیرہ سے بَری ہو)

۶۔ ایک مسلمان کی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں خصوصاً اس کی غیر حاضری میں کی گئی دعا

۷۔ حرمین الشریفین کی حاضری کے لیے نکلنے والے مسافر کی دُعا، گھر سے باہر قدم رکھنے سے لے کر واپس گھر کے اندر قدم رکھنے تک،

۸۔ اولاد کی دُعا اپنے والدین کے حق میں۔

**دُعا سے غفلت** دُعا سے غفلت ربّ العزت کے نزدیک بہت بڑی زیادتی ہے اور اس سبب سے یہ قابلِ مواخذہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دُعا سے اعراض برتنے والوں کی نہ صرف نشاندہی فرمائی بلکہ اُن کے اس رویّے کے منطقی انجام سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا[۱]

کہہ دو اگر تم خدا کو نہیں پکارتے تو میرے پروردگار کو بھی تمہاری پروا نہیں ہے

[۱] الفرقان ۔ ۷۷

تم نے تکذیب کی ہے سو اس کی سزا لازم ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ، أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ[۱]۔

اور اُن لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے انہیں ایسا کر دیا کہ وہ خود اپنے تئیں بھول گئے، یہ بدکردار لوگ ہیں۔

نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ[۲]۔

انہوں نے خدا کو بھلا دیا اور خدا نے اُن کو بھلا دیا۔ بے شک منافق نافرمان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشتر فرامین بھی اس موضوع پر ملتے ہیں جو انسان کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔

**چھوٹی سے چھوٹی حاجات کے لیے دُعا** مانگنے اور سوال کرنے کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ درس دیا کہ تم اپنی ہر حاجت کے لیے اپنے رب ہی سے رجوع کرو اور یہ نہ دیکھو کہ مانگی جانے والی چیز کتنی بڑی ہے یا کتنی حقیر ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ اسی موضوع پر اور بھی فرامین ملتے ہیں، مگر ہم ایک پر ہی اکتفا کریں گے:

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَلُوا اللَّهَ حَوَائِجَكُمْ حَتَّى الْمِلْحَ[۳] رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ضروریات کا سوال صرف اللہ سے کرو خواہ یہ نمک ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح بعض روایات میں نمک کی جگہ جوتے کا تسمہ بیان ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ پکار

---

۱۔ الحشر۔ ۱۹

۲۔ توبہ۔ ۶۷

۳۔ الدعا المستجاب، احمد عبد الجواد جامعہ مدینہ صفحہ ۴۹۔

صرف خالق ہی کے لیے ہے۔ دوسرا کوئی رب العالمین کے مقابلے میں حاجت روائی کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ اعزاز ایک ہی ہستی کے لیے مختص ہے کہ اُسی نے اکیلے اپنی اِس کائنات کی ہر چیز تخلیق کی اور اُسے ہی اپنی مخلوق کی ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا ادراک ہے اور حقیقی خزانہ بھی اسی کے پاس ہے۔

**خدا ہی سے مانگنے پر زور کیوں؟** اِس بات کو اگر ہم ایک اور پہلو سے دیکھیں تو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ آخر اُسی سے مانگنے پر زور کیوں دیا جارہا ہے۔ ہم اُوپر قرآن کے حوالے سے یہ بات کہہ چکے ہیں کہ انسان کا علم بھی محدود ہے اور عقل بھی، وہ تو اس قدر لاچار ہے کہ دیوار کے دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا۔ کل کی اُسے حقیقی خبر نہیں۔ اپنے لیے جس چیز کو وہ خیر سمجھ کر مانگ رہا ہوتا ہے وہ واقعتاً خیر نہیں شر ہوتی ہے۔ اب اگر اللہ سے مانگتا ہے اور بدقسمتی سے اس میں شر پنہاں ہے تو خالق اپنے علم اور حلم اور حکمت کی بنیاد پر اُسے وہ عطا نہیں فرماتے بلکہ یا تو اُس کا اجر آخرت کے لیے محفوظ فرما لیتے ہیں یا اس پر آنے والی مصیبت ٹال دیتے ہیں اور یا قبولیت کو اس وقت تک مؤخر فرما دیتے ہیں۔ جب تک وہ اُس کے لیے نفع بخش ثابت ہو سکتی ہے۔

اِس کے برعکس جس انسان سے بھی مانگا جائے وہ ولی ہو یا نبی اُسے نہ تو اللہ جل شانہ کے برابر علم نصیب ہے، نہ حلم و حکمت بلکہ خالق کا عطا کردہ محض کوئی معمولی حصہ ہے۔ اس بنیاد پر وہ اگر مانگنے والے کو مانگی جانے والی حاجت دے بھی دے اور مذکورہ مثال کے طرح وہ خیر کے پردے میں شر ہو تو سوچیے کہ انسان کس قدر خسارے میں رہے گا۔

بظاہر مانگنے والے نے خیر مانگی اور دینے والے نے خیر ہی سمجھ کر فراخدلی سے دے بھی دی، مگر لینے کے بعد لینے والا اصل مقصد و مدعا سے محروم رہا۔ چونکہ تخلیق کنندہ اپنی تخلیق کی فطرت، جبلت اور ہر کمی بیشی سے واقف ہے۔ اسی لیے اُس نے فرمایا کہ میرے بندے مجھ سے سوال کر، میں تمھیں تمھارے بھلے کے لیے دوں گا اور بُرے سے تمھیں محفوظ رکھوں گا۔ کونسا سودا نفع بخش تر ہے؟

آخر میں اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں صرف اور صرف اپنی ذات کا محتاج بنادے اور اپنی پسند کا مانگنے کی توفیق دے۔ دوسروں سے ہمارا تعلق وہی ہو جو اُسے پسند ہے تاکہ میدانِ حشر کی ندامت سے ہم بچ جائیں اور سرورِ دو عالمؐ کی شفاعت ہمیں نصیب ہو جائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔